225

انّ الفضل بید اللّٰہ یؤتیہ من یشاء — عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

غلام احمد قادیانی

نمبر ۱۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں تین بار — فی پرچہ تین پیسے

قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ۶ — ششماہی ۳ — سہ ماہی ۱

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے ۱۹۱۳ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ذات سے جاری فرمایا

جلد ۱۳ — مورخہ ۵ نومبر ۱۹۲۵ء یوم پنجشنبہ مطابق ۱۷ ربیع الثانی ۱۳۴۴ھ — نمبر ۵۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کو چند دنوں سے کمزوری معدہ کے باعث اسہال اور دردِ شکم کی تکلیف ہے۔ احباب دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ صحت عطا فرمائے۔

جناب چودہری فتح محمد صاحب سیال ناظر دعوت و تبلیغ ایک ضروری کام کے لئے گورداسپور تشریف لے گئے۔

مولوی محمد الدین صاحب مبلغ امریکہ کو ہندوستان واپس آنے کے لئے احکامات بھیج دئے گئے ہیں ؛

ہائی سکول کی ٹیم ہاکی وغیرہ کے میچوں میں بٹالہ اور امرتسر سے کامیابی حاصل کرکے واپس آگئی ہے ؛

امرتسر میں احمدی لیکچروں کا سلسلہ

آریہ سماجیوں سے مقابلہ

جب سے جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ ہوا ہے۔ اور مختلف مذاہب کو عموماً اور آریہ سماج کو خصوصاً باطل ثابت کیا گیا ہے۔ اسوقت سے آریہ سماج امرتسر کی گھاس پارٹی اور ماس پارٹی دونوں کے مندروں میں اسلام اور خصوصاً احمدیت کے خلاف متواتر لیکچر ہوتے رہے۔ جن کی تردید ہمارے مقامی دوست مرزا احمد بیگ صاحب انکم ٹیکس انسپکٹر اور ڈاکٹر عبد الرحمٰن صاحب موگے والے موقعہ پر سماج ہی میں لیکچر کرتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیں ہر مقام پر کامیابی ہوئی۔ اور شہر بھر میں ہماری شہرت ہوگئی۔ کہ یہی جماعت پورے طور پر مقابلہ کرسکتی ہے۔ ہماری ... درخواستوں پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے کچھ عرصہ کے لئے مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کو امرتسر مقرر فرمایا ہے

جنھوں نے ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب امیر جماعت احمدیہ کے مکان پر بعد نماز مغرب درس قرآن شریف شروع کردیا ہے۔ جماعت کے دوست اور غیر احمدی بھی شامل ہوتے ہیں۔ غیر احمدیوں نے ایک انجمن اشاعت اسلام مقرر کی ہے۔ جس میں ہر فرقہ کے آدمی ممبر رکھے ہیں۔ اور صرف غیر مذاہب کا مقابلہ مدنظر ہے۔ مورخہ ۲۲ اکتوبر انجمن مذکور کی دعوت پر چوک کڑہ مہاں سنگھ میں مولانا موصوف نے توحید باری تعالےٰ پر لیکچر دیا ؛

۲۴ اکتوبر۔ میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق اور مولوی عبد الرحیم صاحب نیر تشریف لائے۔ شہر میں اشتہار کے ذریعہ مشتہر کردیا گیا۔ ۲۴ کو میر صاحب کا لیکچر بانی آریہ سماج کا دوسرے مذاہب سے سلوک پر ہوا۔ حاضرین کی تعداد تین چار ہزار تک ہوگی۔ ہندو سکھ صاحبان کثرت سے آئے تھے۔

دوسرے دن صبح ۸ بجے سے ۹ ½ بجے تک مولوی نیر صاحب کا لیکچر "رسول کریم کامل نبی" پر تھا۔ چونکہ نیر صاحب نہایت میٹھی زبان اور میٹھے الفاظ سے تقریر فرما رہے تھے۔ انہوں نے بتلایا۔ کہ دنیا میں صرف ایک ہی ... انسان ایسا ہوا۔ جس نے انسانی زندگی کے ہر شعبہ کا نمونہ دکھلایا۔ اور عملی نمونے سے دیکھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سبق دیا۔ دوسرے مذاہب کے بانیوں کے مقابلہ میں ان کو اعلیٰ اور اکمل ثابت کیا۔ لیکچر نہایت مؤثر تھا۔ جو ۱۰½ بجے ختم ہوا اس کے بعد مولانا مولوی غلام رسول صاحب کا لیکچر ہوا جس میں بعض ملانوں وغیرہ نے شور ڈالا۔

اسی دن شام جناب میر صاحب کا لیکچر آٹھ بجے تناسخ پر شروع ہوا۔ نو بجے کے قریب آریہ مناظر صاحب تشریف لائے۔ تو مناظرہ شروع ہوا۔ پہلے دس منٹ ان کو دئے گئے۔ مگر وہ میر صاحب کی کسی دلیل کو نہ توڑ سکے۔ اور چند ادھر ادھر کی باتیں پیش کر کے کہا۔ کہ قرآن شریف میں تناسخ کی تعلیم ہے۔ اور آیت پیش کی۔ کہ تم مردہ تھے۔ پھر زندہ کیا تم کو۔ پھر مار یگا تم کو پھر زندہ کریگا تم کو۔ پھر طرف اسی کی پھیرے جاؤ گے۔ اور خدا کہتا ہے۔ کہ تم ہو جاؤ بندر ذلیل۔ ان کا جواب میر صاحب نے ایسا تسلی بخش دیا۔ کہ غیر مذاہب والے بھی بول اُٹھے۔ کہ ٹھیک ہے۔ مگر میر صاحب نے چند ایسے سوالات کئے کہ مناظر ایک سوال کا جواب بھی وقت مناظرہ میں نہ دے سکا۔ اور ہر بار وہی آیت پیش کر کے اپنا وقت ٹالتا رہا۔ ہندوؤں اور سکھوں نے محسوس کیا۔ کہ آریہ مناظر صاحب کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ مجمع اسوقت سات ہزار کے قریب ہو گیا ہوگا اس مناظرے کا شہر بھر میں چرچا ہو رہا ہے۔ پونے گیارہ بجے رات مناظرہ بند ہوا۔ پبلک نے شور ڈالا۔ کہ میر صاحب بقیہ مضمون پورا کریں۔ اگرچہ میر صاحب نے ابھی کھانا کھانا تھا۔ مگر آدھ گھنٹہ اور اختصار کے ساتھ اس مضمون پر تقریر فرمائی

خاکسار (چوہدری) غلام محمد سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ امرتسر

شموگہ (میسور) میں احمدی مبلغین کے لیکچر

مفسدوں کی ناپاک شرارتیں

ہمیں شموگہ علاقہ میسور سے احمدی مبلغین کے متعلق جو رپورٹ پہنچی ہے۔ وہ ذیل میں اس لئے درج کی جاتی ہے۔ کہ تا ناظرین یہ معلوم کر سکیں۔ کہ مسلمانوں کی حالت کس قدر عبرتناک ہو چکی ہے۔

۱۷ اکتوبر ۱۹۲۵ء کو جناب حافظ روشن علی صاحب کی تقریر فضائل نبوی پر ایک مسجد میں ہوئی جسے حاضرین نے اچھی طرح سُنا۔

۱۸ اکتوبر کو تقریروں کا انتظام ٹون ہال میں ہو گیا۔ مغرب سے کچھ وقت پہلے جلسہ شروع ہوا۔ جناب حافظ صاحب کا لیکچر اسلامی تصوف پر تھا۔ جو ... [illegible] ... حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ کی۔ اس کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب کی تقریر ہوئی۔ موضوع صداقت اسلام تھا۔ جو تمہیداً بیان کر رہے تھے۔ کہ اسلام کی یہ تعلیم ہے فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ پس ہر قسم کے خیالات کو سننا چاہیئے۔ بعد ازاں جو اچھی بات ہو۔ اس کی اتباع کرنی چاہیئے۔ اور بُری بات کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ اسپر ایک غیر احمدی نے اثنا و تقریر میں کہا۔ کہ کیا ناپاک کو بھی لے لینا چاہیئے۔ یہ شخص سپرنٹنڈنٹ پولیس تھا۔ جو اپنے سادہ لباس میں تھا۔ وہ ناراض ہو کر چلا گیا۔ اور شریر لوگ بھی اس کے پیچھے ہو گئے۔ مگر مہذب مسلمان و ہندو بیٹھے رہے۔ پھر شریروں نے بڑے بڑے پتھر پھینکنے شروع کئے۔ مگر پولیس نے کوئی مدد نہ کی۔ آخر ہال کے دروازے بند کروا کر نصف گھنٹہ تقریر کی گئی۔ مگر ان لوگوں نے دروازوں پر پتھر مارنے شروع کئے۔ ایک شرارت یہ کی۔ کہ جس موٹر پر سوار ہو کر مبلغین آئے تھے اس کی سیٹوں پر گندگی رکھدی۔ پھر جس رستہ سے موٹر نے جانا تھا۔ تمام شریر لوگ وہاں جمع ہو گئے۔ اور ان کا ارادہ یکدم حملہ کرنے کا تھا۔ مگر موٹر ڈرائیور اس بات کو سمجھ گیا۔ اور وہ دوسرے راستہ پر موٹر تیز کر کے بہت لمبا چکر ڈالکر لے گیا۔ ان تمام شرارتوں کا بعض مسلمانوں پر اچھا اثر ہوا۔

نامعلوم لوگوں کو اب بھی مسیح موعودؑ کی ضرورت سے کیوں انکار ہے۔ حالانکہ مسلمان کہلانے والوں کی مماثلت یہود میں کوئی فرق نہیں رہ گیا۔

اخبار احمدیہ

ایک مظلوم بھائی کی امداد کرنیوالے احمدی

میری طرف سے ایک احمدی حجام کی امداد کے لئے اعلان ہوا تھا۔ اس کے جواب میں بعض مخلص دوستوں نے بہت جلد اسے اپنے پاس بلوانے کو لکھا ہے۔ ان کے نام ذیل میں درج کئے جاتے ہیں جہاں اپنے بھائیوں کی ہمدردی دیکھ کر مسرت ہوئی ہے۔ وہاں یہ بھی اُمید قوی ہے کہ جماعت احمدیہ بفضل ایزدی ہر اپنے مظلوم۔ ستم رسیدہ بھائی کی امداد کو اپنا فرض اوّلین سمجھے گی۔

(۱) ملک صاحب خان صاحب۔ ای۔ اے۔ سی۔ فاضلکا (۲) بابو محمد ... صاحب اوورسیر ... سینہ دھہلی (۳) ڈاکٹر رحمت علی صاحب سب اسسٹنٹ سرجن مغلپورہ (۴) چوہدری غلام مرتضےٰ صاحب چک نمبر ۱۴/۵ (۵) بابو محمد فضل الٰہی صاحب ملازم سیشن کورٹ۔ سیالکوٹ۔

ڈاکٹر رحمت علی صاحب نے تو معہ بال بچہ کرایہ ادا کرنے کا بھی وعدہ فرمایا ہے۔ ناظر امور عامہ۔ قادیان

اعلان برائے موصیان

اگر کوئی موصی اپنی اس جائداد کو جو اس نے اپنی وصیت میں لکھی ہو۔ خواہ وہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ۔ کسی طرح منتقل کرے یا تغیر تبدل کرے۔ تو اس کی اطلاع فوراً دفتر ناظر بہشتی مقبرہ میں دینی چاہیئے۔

نصراللہ خان۔ ناظر بہشتی مقبرہ قادیان

ولادت

خدا تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے خاکسار کو لڑکا عطا فرمایا ہے۔ جس کا نام عبدالرحیم رکھا گیا ہے۔ احباب سے درخواست ہے۔ کہ وہ مولود کی سلامتی اور خادم دین ہونے کے لئے درد دل سے دعا فرما دیں۔

خاکسار ماسٹر محمد مولاداد احمدی۔ مہدی آباد (لائلپور)

(۲) بخانہ برخوردار مسعود الحق بتاریخ ۱۷ اکتوبر ۱۹۲۵ء لڑکا تولد ہوا ہے۔ برادران جماعت سے دعا کے لئے درخواست ہے۔ کہ مولا کریم مولود مسعود کو تندرست و زندہ رکھ کر خادم دین بنائے۔ اور اسکی والدہ کی صحت کے لئے بھی دعا فرمائی جائے۔ خاکسار فضل حق از آگرہ۔

(۳) میرے ایک عزیز عبدالحی مقیم افریقہ کمپالہ کے گھر اللہ تعالےٰ نے ۴ اکتوبر کو لڑکا عطا فرمایا ہے۔ تمام جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔ مرزا مہتاب بیگ از قادیان

درخواست دُعا

بندہ عرصہ تین ماہ سے ایک محکمانہ مصیبت میں مبتلا ہے۔ لہذا جمیع برادران احمدی کی خدمت میں دُعا کے لئے التماس ہے۔ کہ خدا تعالیٰ اس سے مخلصی بخشے۔ شیخ عبدالمجید از کوئٹہ

(۲) میرے چھوٹے بھائی کی بیوی قریباً عرصہ چھ ماہ سے بعارضہ سنگرہنی و سوء ہضم بیمار ہے۔ لہذا جمیع احمدی احباب اس کی شفا کے لئے دعا کریں۔ مریضہ کے دو بچے گود میں ہیں۔

عبدالعلی خان احمدی از آگرہ

(۳) میں ان تمام احباب کا جنہوں نے میرے لڑکے سید نثار احمد کی وفات پر ہمدردی اور تعزیت کے خطوط ارسال فرمائے ہیں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اور بعض مصروفیتوں اور اپنی علالت کی وجہ سے میں جواب نہیں دے سکا۔ اسکی معافی اور نیز خاکسار آج کل بیمار ہے۔ اور بعض دیگر مشکلات درپیش ہیں۔ قارئین کرام براہ نوازش اپنی دعاؤں میں اپنے اس غریب اور حزن بھائی کو یاد رکھیں۔ خاکسار سید نذیر حسین از گھٹیالیاں

دعائے مغفرت

اہلیہ صاحبہ حکیم عبدالرحمان صاحب کا غانی بچہ پیدا ہونے کے چند دن بعد بعارضہ بخار ۲۲ اکتوبر کو فوت ہو گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کریں۔ اور مولود کی زندگی کے لئے دعا فرمادیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
یوم پنجشنبہ - قادیان دارالامان - ۵ نومبر ۱۹۲۵ء

جماعت احمدیہ کا جدید نظامِ عمل

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر

(نمبر ۳)

جس امر نے مجھے اس وقت آپ لوگوں کو جمع کرنے کے لئے مجبور کیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ دنیا میں قواعد کام نہیں کیا کرتے۔ خواہ وہ کتنے ہی اعلیٰ کیوں نہ ہوں۔ بلکہ کام کرنے والے انسان ہوتے ہیں۔ اگر قاعدے کام کرتے۔ تو قرآن کریم کی موجودگی میں دنیا تباہ نہ ہوتی۔ قرآن کریم سے بہتر قاعدے اور کونسے ہو سکتے ہیں۔ ہم نے جو تجویز آج کی ہے۔ اس کے متعلق خوش ہیں کہ اچھی ہے۔ لیکن ہو سکتا ہے۔ کل تجربہ بتائے۔ کہ اس میں یہ یہ نقص ہیں۔ مگر قرآن کریم نے جو قاعدے بتائے ہیں۔ ان میں کبھی نقص نہیں پیدا ہو سکتا۔ کیونکہ وہ قاعدے اس خدا نے بتلائے ہیں۔ جو ہر ایک چیز کا خالق اور مالک ہے۔ اور باریک در باریک راز جانتا ہے۔ مگر اس ہستی کے بتائے ہوئے قاعدے موجود ہوتے ہوئے دنیا خراب ہو گئی۔ پھر ہمارے قاعدوں کی کیا حقیقت ہے۔ میں نے آپ لوگوں کو اس لئے بلایا ہے، کہ میں بتاؤں۔ دنیا میں قاعدے کام نہیں کیا کرتے بلکہ انسان کام کرتے ہیں۔ اب ہم نے انتظام کی جو صورت تجویز کی ہے۔ اگر کام کرنے والے اس کو کامیاب بنانے کی کوشش نہ کریں۔ تو ہو سکتا ہے۔ کہ خرچ کم ہونے کی بجائے اور بڑھ جائے۔ اگر کام کرنے والے توجہ نہ کریں۔ اور ماتحت محکموں میں رقابت اور حسد پیدا ہو۔ تو اس کا نتیجہ فتنہ و فساد ہو سکتا ہے۔ اور یہ سب باتیں اس انتظام میں بھی پیدا ہو سکتی ہیں۔ جو اب تجویز کیا گیا ہے۔ اور اگر اس سے اعلیٰ کوئی انتظام ہو۔ تو اس میں بھی پیدا ہو سکتی ہیں۔ پس میں نے آپ لوگوں کو اس لئے جمع کیا ہے کہ میں ان ذمہ داریوں کی طرف آپ لوگوں کو توجہ دلاؤں جو سلسلہ احمدیہ کے بانی اور اسلام کے لانے والے خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے تم پر عائد ہوتی ہیں۔ کیونکہ ان کے بغیر نہ امن قائم ہو سکتا ہے۔ اور نہ کام چل سکتا ہے ؛

جب میں ولایت سے آیا تھا۔ اور کارکنوں نے مجھے ایڈریس دیا تھا۔ تو اس کے جواب میں میں نے کہا تھا۔ کوئی کامیابی کسی ایک شخص کی کوشش کا نتیجہ نہیں ہوتی۔ بلکہ اس میں ان سب لوگوں کی کوشش شامل ہوتی ہے۔ جو خفیف سے خفیف خدمت بھی کرتے ہیں۔ اور گو سہرا کسی ایک کے سر بندھ جاتا ہے۔ لیکن دراصل کامیابی سب کی ملی جلی ہوتی ہے آج میں اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ ناکامیوں کا بھی یہی حال ہوتا ہے۔ وہ بھی ایک کی نہیں ہوتیں۔ بلکہ سب کا ان میں دخل ہوتا ہے۔ پس اگر کارکن ہی نہیں بلکہ تمام ممبر بھی اپنی ذمہ واری کو سمجھنے کی کوشش نہ کریں اور ایک دوسرے سے تعاون کا تعہد نہ کریں تو کامیابی نہیں ہو سکتی ؛

اس وقت تک طریق عمل میں جو نقص معلوم ہوئے ہیں۔ انہیں ہم نے دور کر دیا ہے۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان نقائص کو دور کرنے کی وجہ سے کامیابی ہو جائیگی کامیابی اس وقت تک نہیں ہو سکتی۔ جب تک تمام کے تمام ملکر کوشش نہ کریں۔ اور ایک دوسرے کا تعاون نہ کریں ؛

آپ لوگ جانتے ہیں کہ ہمارا مقابلہ ساری دنیا سے ہے اور ہمارے اسباب بہت ہی محدود ہیں۔ میں تو اپنی جماعت کی موجودہ حالت کی مثال اُحد کے مُردوں سے دیا کرتا ہوں جن کے کفن کے لئے کپڑا نہ تھا۔ اگر ان کے سر ڈھانپے جاتے۔ تو پاؤں ننگے ہو جاتے۔ اور اگر پاؤں ڈھانپے جاتے۔ تو سر ننگے ہو جاتے۔ یہی حال ہمارا ہے۔ ہم ایک کام کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ تو اسباب کی کمی کی وجہ سے دوسری طرف نقص پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسے حالات میں ہمارا مقابلہ ایسے دشمن سے جو سینکڑوں سالوں سے اپنی تنظیم کرتا چلا آ رہا ہے آسان نہیں ہے۔ ہم تو دیکھتے ہیں۔ ہندوؤں کا مقابلہ بھی آسان نہیں ہے۔ جو سینکڑوں سال مسلمانوں کے ماتحت رہے ہیں۔ گو چند سال سے تعلیم میں مسلمانوں سے بڑھ گئے ہیں۔ ان کی تنظیم ایسی اعلیٰ ہے۔ کہ مسلمان دیکھتے ہیں۔ پسے جا رہے ہیں۔ مگر مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اُٹھتے ہیں۔ مگر پٹ کر بیٹھ جاتے ہیں میں اپنی جماعت کو ہی انتظامی لحاظ سے بہت پیچھے دیکھتا ہوں۔ یہاں کے لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تکلیفیں دیں۔ سلسلہ کو نقصان پہنچایا۔ اور اب بھی اس کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں ہم نے چاہا۔ کہ یہاں کی تجارت ہمارے ہاتھ آ جائے مگر کیا کامیابی ہوئی؟ یہ امور جو مقامی ہیں اور مقام بھی چھوٹا سا گاؤں ہے۔ اس چھوٹے سے گاؤں میں جہاں ہماری موت اور زندگی کا سوال ہے۔ ہم مقابلہ میں کامیاب نہ ہوئے۔ تو خیال کرلو۔ کہ اگر ہمارا انتظام ایسا ہی ناقص ہے۔ تو ہمارے لئے کتنے خوف کا مقام ہے۔ جبکہ ہم ساری دنیا کے مقابلہ کے لئے کھڑے ہیں۔ اور اس دنیا کے مقابلہ کے لئے کھڑے ہیں۔ جس کے ادنےٰ ادنےٰ آدمی اگر ہمارے اعلیٰ آدمیوں کی جگہ مقرر کر دئے جائیں۔ تو دنیوی تجربہ اور ظاہری علوم کے لحاظ سے اعلیٰ نظارت پر کام کر سکیں گے۔ اور ہمارے اعلیٰ ناظروں سے بھی اعلیٰ رہیں گے۔ کیونکہ وہ لوگ سینکڑوں سالوں سے تجربہ کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اور کام کرنے کے طریق میں جو جو نقائص انہیں معلوم ہوئے۔ انہیں دُور کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے ایک ایک بات پر علمی طور پر غور کیا۔ اور اس کے متعلق سالہا سال کی کوششوں سے تدبیریں نکالی ہیں۔ مثلاً شراب ترک کرانے کا کام ہے۔ یورپ دو صدیوں سے اس کے متعلق غور کرتا چلا آ رہا ہے۔ کہ کس طرح کم کی جا سکتی ہے۔ یہاں کا ایک طالب علم بھی کہدیگا۔ کہ اس میں کونسی مشکل بات ہے۔ گورنمنٹ شراب بند کرنے کا حکم دیدے۔ تو بند ہو جائے گی۔ لیکن یورپ کو اس کے بند کرانے میں دو صدیاں گذارنی پڑیں۔ شروع شروع میں یورپ والوں نے بھی یہی سمجھا تھا۔ کہ بندش کا حکم دینے سے بند ہو جائے گی۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ اور کئی قانون بدلے گئے۔ پہلے ملک میں شراب بننی بند کر دی گئی۔ اسپر باہر سے آ کر بکنے لگی۔ اور ملک کی دولت باہر جانے لگی۔ پھر اسپر ٹیکس بہت زیادہ کر دیا گیا۔ تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لوگ گھروں میں بنانے لگ گئے ۔ اور جو بنا نہ سکتے تھے وہ بھی پینے لگ گئے ۔ غرض کئی طریق نکالے گئے ۔ مگر کسی میں کامیابی نہ ہوئی ۔ آخر یہ قرار دیا گیا ۔ کہ جتنا ممکن ہو ۔ شراب کو سستا کر دیا جائے اور ناجائز کشید کو بند کر دیا جائے ۔ جب شراب سستی ہو گئی تو نتیجہ یہ ہوا ۔ کہ گھروں میں بھٹی بند ہو گئی ۔ اور دوکانوں پر لائسنس لگا دئے ۔ جن سے معلوم ہونے لگا کہ ملک کا کس قدر حصہ شراب پیتا ہے ۔ پھر آہستہ آہستہ کم کرنے لگے ۔ اب یورپ میں شراب کا متوالا کوئی شاذ ہی نظر آتا ہے ۔ ورنہ پہلے کئی کئی سو روزانہ جیل خانوں میں بھیجے جاتے تھے ۔ تو دو سو سال کے عرصہ میں اس حد تک شراب کے کم کرنے میں انہیں کامیابی ہوئی ہے ۞

اس قسم کے تجربوں کی وجہ سے ان ممالک کے سب لوگ ان باتوں کو جانتے ہیں ۔ اور وہ لوگ ذاتی ۔ قومی اور وراثتی تجربہ کے لحاظ سے ہمارے آدمیوں سے زیادہ ہوشیار ہیں ۔ اور ہمیں ان کا مقابلہ کرنا ہے ۔ جن کے سامنے ہماری حالت بچہ کی سی ہے ۔ اس لئے جب تک ہم غیر معمولی قربانیاں نہ کریں ۔ کامیاب نہیں ہو سکتے ۔ مگر ہماری جماعت کے لوگ چھوٹی چھوٹی قربانیوں پر ہی گھبرا جاتے ہیں ۔ اس وقت میں پہلے کارکنوں کو توجہ دلاتا ہوں ۔ اور پھر قادیان کے دوسرے لوگوں کو ۔ کہ اگر تم لوگ دین کی خدمت میں نمونہ نہ بنو ۔ تو باہر کے لوگ کس طرح بے نظیر قربانی کر سکتے ہیں ۔ اب جہاں قواعد میں اصلاح کی گئی ہے ۔ وہاں میں آپ سے بھی درخواست کرتا ہوں ۔ کہ اپنے قلوب میں اور اپنے اعمال میں بھی اصلاح کریں ۔ تا کہ وہ کامیابی نصیب ہو جس کا وعدہ خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ دے رکھا ہے ۞

اپنی بد اخلاقی پر فخر کرنیوالے مسلمان

مسلمان کہلانے والوں کی حالت اس درجہ افسوسناک ہو چکی ہے ۔ کہ وہ بد اخلاقی اور بد تہذیبی کے مرتکب ہو کر پھر اس پر اتراتے اور اخبارات میں اس کا اعلان کراتے ہیں ۔ اس کی تازہ مثال اخبار اہل حدیث ۲۳ اکتوبر میں ایک پشاوری نے پیش کی ہے جس نے جلسہ احمدیہ پشاور میں ایک مولوی صاحب کی فتنہ انگیزی کا ذکر بڑے فخر کے ساتھ شائع کیا ہے ۔

اس مضمون کے چند فقرے ملاحظہ ہوں ۔ آپ لکھتے ہیں :-

"مولوی صاحب کچھ تو کل شام سے بھرے ہوئے تھے اور کچھ اسوقت مضمون کے نتیجہ پر نظر ڈالکر یکدم مشتعل ہو گئے ۔ اور بے اختیارانہ بھری مجلس میں کسی کی کچھ پرواہ نہ کی ۔ اور باآواز بلند پکار دیا"

یہ اس موقعہ کا ذکر ہے ۔ جبکہ ایک احمدی مبلغ "بھری مجلس" میں لیکچر دے رہا تھا ۔ اور مولوی صاحب یہ دیکھ کر کہ سامعین احمدی لیکچرار کی مدلل اور پُر صداقت باتیں نہایت غور و توجہ سے سن رہے ہیں ۔ اس طرح فتنہ انگیزی کی ۞

پھر لکھا ہے :-

"کچھ لوگ تو مولوی صاحب کو روکتے تھے کہ ابھی خاموش رہو اور کچھ لوگ ان روکنے والوں کو کہتے تھے کہ مولوی صاحب کیوں رکیں ۔ مولوی صاحب ٹھیک کہتے ہیں ۔ اور اسی شور میں مولوی صاحب بڑھتے بڑھتے خاص اعظم جمال احمد صاحب کے پاس تک پہنچ گئے اب مولوی صاحب کو بلائے ناگہانی دیکھ کر قادیانیوں کے حواس جاتے رہے ۔ اور ہزار نرمی برتتے ہیں ۔ مگر مولوی صاحب ہیں کہ بس بگڑے ہوئے ہیں"

کیا اس بیان سے یہ بتانا مقصود ہے کہ آجکل کے مولوی اسقدر تہذیب سے عاری ہو چکے ہیں کہ خواہ مخواہ دخل درمعقول دیتے پھرتے ہیں اور اگر ان کے ہم خیال بھی اس بیجا حرکت سے انہیں روکیں تو نہیں رکتے ۔ اور نرمی کے مقابلہ میں بھی اپنی وحشت اور درندگی کا ہی ثبوت پیش کرتے ہیں ۞

مسلمان کہلانیوالوں کی یہی روش ہے جو نہ صرف انہیں دوسری اقوام کے مقابلہ میں ذلیل و رسوا بنا رہی ہے ۔ بلکہ اسلام کو بھی بدنام کر رہی ہے ۞

ناواقفیت یا دروغ بیانی

اخبار "سیاست" (۲۸ اکتوبر) لکھتا ہے :-

"مرزائیوں کا دعویٰ ہے کہ ان کے نبی غلام احمد صاحب رات کے وقت عرش معلیٰ پر جا کر اللہ سے باتیں کیا کرتے تھے ۔ مگر مسلمان اسکے قائل نہیں ۔ اور نہ کسی دوسرے انسان نے انہیں کبھی اڑتے ہوئے ہی دیکھا تھا ۔"

ایسے عملہ سیاست اور خاصکر ہمہ دانی کے مدعی سید حبیب صاحب کی سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر اور احمدیوں کے خیالات سے ناواقفیت سمجھا جائے یا دروغ بیانی خیال کی جائے ۔ دونوں صورتیں نہایت شرمناک ہیں ۔ اسقدر ناواقف ہو کر سلسلہ احمدیہ کے خلاف خامہ فرسائی کرنا کہاں کی شرافت ہے یا ایسی صریح دروغ بیانی کیونکر روا ہو سکتی ہے لیکن جن لوگوں کی اخلاقی حالت اس حد تک گر چکی ہو کہ بات بات پر جھوٹ بولنا ان کے لئے شیر مادر ہو ۔ ان سے سچ بولنے کی توقع رکھنا عبث ہے ۔ "سیاست" کو معلوم ہونا چاہیئے کسی "مرزائی" کا وہ دعویٰ نہیں ہے ۔ جو اس نے بیان کیا ہے ۔ اگر اس کے پاس کوئی ثبوت ہے تو پیش کرے ۔ ورنہ اس دیدہ دلیری سے شرمائے ۞

چودھویں صدی کے مولوی

آج کل کے مولوی صاحبان کی واقفیت اور روشن خیالی سے آگاہ ہونے کا ایک دفعہ مجھے اسوقت موقع ملا تھا ۔ جب میں آگرہ میں دیوبندی وفد کے امیر مولوی میرک شاہ صاحب سے ملنے کے لئے جناب چودھری فتح محمد صاحب ایم اے کے ہمراہ جو ان دنوں انسداد ارتداد کے لئے بحیثیت امیر احمدی مجاہدین آگرہ ٹھیرے ہوئے تھے گیا ۔ مختلف باتوں کے دوران میں جب چودھری صاحب نے مولوی صاحب مذکور سے پوچھا ۔ دیوبند کس ضلع میں ہے ۔ تو وہ گہرے غور و فکر میں پڑ گئے ۔ اور طویل غوطہ زنی کے بعد سر مبارک مراقبہ سے اٹھا کر فرمانے لگے ۔ مجھے معلوم نہیں ۔ دریافت کر کے بتا سکوں گا ۔

اسوقت ان کے پاس چند شاگردان رشید بھی بیٹھے تھے مگر انہوں نے بھی اس مشکل کے حل کرنے میں ان کی کچھ مدد نہ کی ۔

یہ دیوبندیوں کے اس وفد کی کیفیت تھی ۔ جو آریوں کا مقابلہ کرنے کے لئے میدان ارتداد میں گیا تھا ۔ اسی سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ ان آریوں کے سامنے کیونکر ٹھہر سکتے تھے ۔ جو زمانہ حال کے تمام اسلحہ سے مسلح تھے ۔ یہی وجہ ہوئی ۔ کہ دیوبندیوں کو اس علاقہ میں چند دن ہا و ہو کر کے سر پر پاؤں رکھ کر بھاگنا پڑا ۔ اور اب وہ اپنے حجروں میں استراحت فرما رہے ہیں ۞

معلوم ہوتا ہے ۔ علماء دیوبند حالات دنیا سے ناواقفیت اور بے علمی میں تمام ہندوستان کے مولویوں کے سرتاج ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ مولانا محمد علی نے بھی اپنی ایک تقریر میں جو ۱۲ اکتوبر کے ہمدرد میں شائع ہوئی ہے ۔ علماء کے حالات دنیا سے نابلد ہونے کا ذکر کرتے ہوئے مثال میں علماء دیوبند کو ہی پیش کیا ہے ۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں :-

"دیوبند کے لوگوں نے طرابلس و بلقان کے مجاہدین کے لئے پیسے جمع کئے تو میرے پاس آئے کہ اب یہ بھیجا کیونکر جائے ۔ ڈاکخانوں کا تمام کاروبار سودی ہوتا ہے ۔ اس لئے لین دین شرعاً ممنوع ہے ۔ پھر کیا صورت ہو"

جہانتک مجھے معلوم ہے گورنمنٹ ہند نے علماء دیوبند کی خاطر ڈاکخانہ کے قواعد میں کوئی تبدیلی نہیں کی ۔ ادہر علماء دیوبند نے ڈاکخانہ سے اگر "دین" نہیں تو "لین" ضرور جاری کر رکھا ہے ۔ کیونکہ اخبارات میں انکی طرف سے صدقہ و خیرات کی رقوم دیوبند بھیجنے کی التجائیں شائع ہوتی رہتی ہیں ۔ جن کے متعلق کوئی ہدایت نہیں ہوتی کہ بذریعہ ڈاک نہ بھیجی جائیں ۔ بلکہ دستی پہنچائی جائیں ۞

اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ علماء نے اپنا فتویٰ بدلکر ایک "شرعاً ممنوع" چیز کو اپنے لئے حلال بنا لیا ہے ۔ اور اب ان کے نزدیک ڈاکخانہ کے ذریعہ روپیہ وصول کرنا ممنوع نہیں رہا ۔ ایسے علماء کی موجودگی میں جن کی مذہبی حالت یہ ہو ۔ اور دنیوی واقفیت وہ ۔ جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے ۔ کسی حق پسند انسان کے لئے یہ سمجھنا کچھ بھی مشکل نہیں ۔ کہ مسلمانوں کی تباہی اور بربادی کا [illegible] ہیں ۞

227

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۲۵ء

ایمان کی حفاظت کرو
اور
اعمال میں دوام پیدا کرو

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

مضمون تبدیل کرنے کی وجہ

گو میں بعض پچھلے خطبات میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اگر جو کام کیا اس کے متعلق معیار نبوت کے مطابق بعض امور بیان کر رہا تھا۔ اور ابھی بعض امور باقی ہیں۔ جن کا بیان کرنا ضروری ہے۔ لیکن آج میں ایک ضرورت کے لئے مضمون کو بدل کر جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں جس پر توجہ دلانا میرے نزدیک نہایت ضروری ہے ؛

ایمان جان سے بھی قیمتی ہے

ایمان ایک ایسی چیز ہے۔ کہ جو بہت ہی قیمتی ہے۔ اگر واقعہ میں کوئی خدا ہے اگر واقعہ میں ہم اس کی مخلوق ہیں۔ اگر واقعہ میں انسان خدا کا ایسا قرب حاصل کر سکتا ہے۔ کہ خدا کا جلوہ گاہ بن جائے۔ تو ایمان سے قیمتی اور کوئی چیز نہیں۔ دنیا میں لوگوں کو جان پیاری ہوتی ہے۔ لیکن یہ باتیں اگر صحیح ہیں۔ اور ہر مسلمان اقرار کرتا ہے۔ کہ وہ ان کو صحیح سمجھتا ہے۔ تو پھر جان کی ایمان کے مقابل میں کیا قیمت ہے۔ جان کی اگر خواہش ہے تو اس لئے کہ وہ کوئی اچھی چیز حاصل کرے۔ زندگی کی خواہش اچھے احساسات کے لئے ہے۔ ورنہ جب انسان سمجھ لیتا ہے کہ دنیا میں اس کے لئے تکلیف ہی تکلیف ہے۔ تو خودکشی کر لیتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ زندگی کی خواہش نیک احساس سے پیدا ہوتی ہے۔ جب یہ حالت ہے۔ تو پھر زندگی بغیر ایمان کے کچھ نہیں رہ جاتی۔ سوائے غلط۔ تکلیف دہ۔ غم پیدا کرنے والے گندے اور ناپاک احساسات کے اور کیا چیز باقی رہ جاتی ہے پس ایسی صورت میں جان کی ایمان کے مقابل میں کوئی قیمت نہیں بلکہ بسا اوقات زندگی کی خواہش وبال جان ہو جاتی ہے۔ پس اگر وہ اس قسم کے امور پر خیال کرے۔ تو زندہ رہنے کو وہ مصیبت خیال کرے گا نہ کہ خوشی ؛

علاوہ ازیں اس دنیا کی زندگی کے مقابلہ میں آخرت کی زندگی اگر اگلی زندگی کو مدنظر رکھا جائے۔ تو پھر اس دنیا کی زندگی کو زندگی کہنا ہی غلط ہو گا۔ کیونکہ یہ زندگی درحقیقت اس زندگی کے مقابلے میں جو کہ اگلے جہان کی زندگی ہے۔ اور دائمی ہے کوئی قدر نہیں رکھتی۔ اور اس کے سامنے اس کی کوئی قیمت نہیں۔ کیونکہ وہ عارضی نہیں مستقل ہے اور نہ ہی وہ اس کی طرح فانی ہے۔ بلکہ وہ دائمی ہے۔

کثرت شے کے لحاظ سے نام رکھے جاتے ہیں

دنیا میں کونسا شخص ہو گا جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔ کوئی بھی ایسا نہیں۔ اگر کسی کے پاس اور کچھ نہیں۔ تو ایک باریک چیتھڑا ستر ڈھانکنے کے لئے ضرور ہو گا۔ یہ بھی نہ سہی۔ انسان کے بالوں اور ناخنوں وغیرہ کی بھی قیمت ہے۔ ناخن اور بال بھی فروخت ہوتے ہیں۔ بلکہ انسان کا وہ فضلہ بھی فروخت ہوتا ہے۔ جس سے کھیتیاں ہوتی ہیں۔ پس اگر کوئی مادر زاد ننگا بھی ہو۔ تو بھی اس کے پاس اس قسم کی چیزیں ہونگی۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ تم اس کو مالدار نہیں کہتے۔ اسی لئے کہ وہ مال میں قلیل ہے۔ پس معلوم ہوا۔ کہ نام کثرت کے لحاظ سے رکھے جاتے ہیں۔ اور جسے ہم امیر کہتے ہیں۔ مال کی کثرت کی وجہ سے کہتے ہیں۔ جب یہ بات ہے۔ کہ کثرت کے سبب نام رکھے جاتے ہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ وہ عرصہ جو ابدی، قطعی اور غیر منقطوع ہے۔ اس کو زندگی نہ کہا جائے۔ اور دنیا میں چند روز کے لئے عارضی طور پر رہنے کو زندگی کہا جائے۔

ایمان اور کفر بھی کثرت کے لحاظ سے ہے

اگر کثرت کو اصل چیز کہا کرتے اور قلیل کو چھوڑتے ہیں۔ تو ایمان اور کفر کا بھی یہی حال ہے۔ جن کو ہم مومن کہتے ہیں۔ ممکن ہے۔ کہ کفر کا کوئی حصہ ان کے اندر ہو۔ اور جن کو ہم کافر کہتے ہیں۔ ان کے اندر ایمان کا حصہ ہو۔ لیکن باوجود اس کے ہم ایک کو مومن کہتے ہیں۔ اور دوسرے کو کافر۔ کیونکہ اس وقت ہماری نگاہ کثرت پر ہوتی ہے۔ اور جس چیز کی کثرت کسی شخص میں پائی جائے اسی کے لحاظ سے ہم اس کا نام رکھتے ہیں۔ مومنوں میں تو ایسے انسان ہوتے ہیں۔ جن میں ذرا بھی کفر نہیں پایا جاتا لیکن کافروں میں سے کم ایسے ہوتے ہیں۔ جن میں ایمان ہوتا ہے۔ لیکن جن میں ہوتا ہے۔ وہ اتنا تھوڑا ہوتا ہے۔ کہ اس کی بناء پر انہیں مومن نہیں کہا جا سکتا۔ جب یہ حالت ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ دنیا کی عارضی زندگی کو تو زندگی کہیں۔ اور موت کے بعد کی حالت کو جس میں ہمیشہ ہمیش رہنا ہوتا ہے زندگی نہ کہیں۔ اور اس کا نام زندگی نہ رکھیں ؛

موت کیا ہے؟

موت در اصل تبدیلیٔ حالت کا نام ہے اور در اصل زندگی اس کے بعد شروع ہوتی ہے۔ جو دائمی ہے۔ اس لئے یہاں بھی کثرت و قلت کا لحاظ ہو گا۔ اور جس کی کثرت ہو گی۔ وہی حقیقی زندگی ہو گی۔ اور وہ وہی زندگی ہے۔ جو اس فانی زندگی کے بعد ہے۔ اس بارے میں مال و جان کا کوئی سوال نہیں رہ جاتا۔ کیونکہ انسان دنیا میں مال و جان کو اپنا مقصد نہیں سمجھتا۔ بلکہ عزت اور نیک نامی کو اصل چیز سمجھتا ہے۔ دیکھو مال کی خاطر کوئی جان نہیں دیتا۔ بلکہ عزت کے لئے دیتا ہے۔ اگر کسی شخص کو یہ یقین ہو جائے۔ کہ وہ مال دے کر بچ جائے گا۔ تو وہ مال دے دے گا۔ مگر اس کی خاطر اپنی جان نہ دے گا۔ جو لوگ مال کی خاطر لڑتے ہیں۔ وہ اس لئے لڑتے ہیں۔ کہ جانتے ہیں۔ ذلت کی زندگی عزت کی موت سے ادنیٰ ہے۔ اور ظالم کے آگے سر جھکا دینا بے حیائی ہے۔ اس لئے اگر انہیں جان بھی دینی پڑے۔ تو وہ اس سے دریغ نہیں کرتے۔ تو ایسے لوگ بھی عزت کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ پس اصل چیز عزت ہے ؛

عزت کیا ہے

عزت کے معنے ہیں غلبہ اور الزام سے بریت۔ اور ایک شخص الزام سے بری اسی وقت ہو سکتا ہے۔ جب کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرتا ہے اور آخرت کی عزت بغیر ایمان کے نہیں ہو سکتی۔ پس جب تک ایمان نہیں۔ تب تک کسی کی بھی عزت نہیں۔ کیونکہ اگر خدا ہے۔ اور اس کا قرب حاصل ہو سکتا ہے۔ اگر ہم لوگوں کو خدا کی صفات میں سے حصہ لینے اور ان سے متصف ہونے کی توفیق ملی ہوئی ہے۔ تو عزت کے یہی معنے ہیں۔ کہ خدا کے قریب ہوں اور اس کی صفات سے متصف۔ پس عزت کے یہی معنے ہیں۔ کہ ایک شخص ان ذمہ داریوں کو ادا کرے۔ جو خدا تعالےٰ کی طرف سے اس پر عائد کی گئی ہیں۔ پس جو شخص اپنی ذمہ داریوں کو ادا نہیں کرتا۔ وہ معزز نہیں۔ کیونکہ جس کے اندر ایمان نہیں۔ اسے کسی غالب ہستی کا سہارا نہیں۔ جب یہ حالت ہے تو پھر کونسی چیزیں ہیں۔ جن کے لئے وہ قربانیاں کرے۔ اخلاق۔ علم۔ حب وطن۔ یہ سب ایمان ہی کا ایک حصہ ہے۔

حب وطن

حب وطن یہی ہے۔ کہ ایک شخص یہ جانتا ہو۔ اگر میرا ملک کسی دوسرے کے قبضہ میں آگیا۔ تو میں امن میں نہیں رہ سکوں گا۔ اس طرح حب وطن بھی عزت کا حصہ ہے۔ علم بھی عزت کا حصہ ہے۔ لیکن تو ادنےٰ چیز ہے۔ سب سے اعلیٰ چیز ایمان ہے۔ پھر ایسی چیز کی حفاظت کی کوئی شخص اگر کوشش نہیں کرتا۔ تو پھر کس کی کرے گا ؛

محبوب شے کی حفاظت کی ضرورت

کیا تم نے کسی کو دیکھا ہے۔ کہ مال کی نگرانی ایک دفعہ کر کے پھر چھوڑ دے۔ کیا زمیندار زمین میں بیج ڈال کر پھر اس کی حفاظت ترک کر دیتا ہے۔ کیا ایک ماں اپنے بچے کو ایک دفعہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دودھ پلا کر پھر دودھ پلانا بند کر دیتی ہے۔ کیا کسی عقلمند کو دیکھا ہے۔ آج لباس پہنے اور کل نہ پہنے۔ کبھی کسی شخص کو دیکھا ہے۔ آج کھانا کھائے اور کل نہ کھائے۔ سوائے اس کے کہ وہ عبادت یا حفظان صحت کے لئے ایسا کرے۔ کبھی نہیں دیکھو گے کہ ایک شخص ایک دفعہ کھائے۔ اور پھر بند کر دے۔ کبھی نہیں دیکھو گے کہ ماں ایک دفعہ اپنے بچے کو دودھ پلا کر پھر چھوڑ دے۔ کبھی نہیں دیکھو گے۔ کہ ایک وقت پانی پی کر ہمیشہ کے لئے کوئی شخص پانی پینا بند کر دے۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ کیوں ایسا ہوتا ہے۔ اور کیوں ان کاموں کو مسلسل کیا جاتا ہے۔ اس کا جواب یہی ہے کہ ہر شخص سمجھتا ہے۔ اور ہر فطرت اس بات کو پہچانتی ہے۔ کہ محبوب چیزیں ہر وقت کی حفاظت چاہتی ہیں۔ جتنی کوئی چیز محبوب ہو گی۔ اتنی ہی اسکی حفاظت ضروری ہو گی۔ پس ایمان جو کہ سب چیزوں سے زیادہ محبوب ہے۔ کیا اس کے لئے یہ درست نہیں۔ کہ اس کی ہمیشہ حفاظت کی جائے؎

ایمان کے چور

دنیا میں بعض چیزیں ایسی ہیں۔ جو بعض محبوب چیزوں کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ اور لوگ ان سے بچانے کے لئے ہر طرح کی کوشش کرتے ہیں۔ مثلاً انسان کے لئے بیماری ہے۔ مال کے لئے چور ہے۔ کھیتی باڑی کیلئے خراب موسم ہیں۔ گویا یہ ان چیزوں کے دشمن ہیں۔ جو اس تاک میں لگے ہوتے ہیں۔ کہ ان کو نقصان پہنچائیں۔ کوئی شخص ایسا نہیں ہوگا۔ جو ان سے بچانے کے لئے ان کی حفاظت نہ کرتا ہو۔ ہر ایک شخص ان کی حفاظت کرتا ہے۔ اور خوب سمجھتا ہے۔ کہ اگر حفاظت نہ کی جائے۔ تو نقصان ہو گا۔ ایسا ہی ایمان کی حالت ہے۔ اس کی بھی اگر حفاظت نہ کی جائے۔ تو اس کے بھی جو چور ہیں۔ جو اس کو فوراً تباہ کر دیتے ہیں۔ مگر میں تعجب کرتا ہوں۔ کہ لوگ ان چیزوں کی تو ہر طرح حفاظت کرتے ہیں۔ جو گو محبوب تو ہیں۔ لیکن اتنی نہیں جتنا ایمان ہے۔ مگر ایمان کی حفاظت نہیں کرتے۔ جو سب سے زیادہ محبوب ہے۔ اور جس کے لئے ہمیشہ کی حفاظت کی ضرورت ہے۔ میں نے کبھی کسی کو غصہ سے ران پر ہاتھ مار کر یہ کہتے ہوئے نہیں سنا۔ کہ ہر روز کم از کم دو دفعہ کھانا پڑتا ہے۔ میں نے کبھی کسی کو افسوس کے ساتھ ہاتھ مل کر یہ کہتے ہوئے نہیں سنا۔ کہ ہر دم سانس لینا پڑتا ہے۔ میں نے کبھی کسی ماں کو سرد آہیں بھر کر یہ کہتے نہیں سنا۔ کہ مجھے ہر وقت بچہ کو دودھ پلانا پڑتا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ وہ ان چیزوں کو قیمتی سمجھتے ہیں۔ اور یہ چیزیں ان کی نگاہ میں محبوب ہیں۔ اس لئے وہ ان کی حفاظت کرتے ہیں۔ اور اس میں کوئی تکلیف اور دقت محسوس نہیں کرتے۔ بلکہ راحت اور خوشی محسوس کرتے ہیں۔

ماں کی محبت بچہ سے

ایک ماں ہی کو دیکھو۔ وہ بچہ کو دودھ بھی پلاتی ہے۔ اس کے لئے طرح طرح کی تکلیفیں اور مشقتیں بھی برداشت کرتی ہے۔ اس کے لئے اپنی جان کو بھی خطرہ میں ڈالتی ہے۔ مگر وہ اس بات کو نہیں چھوڑتی۔ جو اس کے نزدیک محبوب ہے۔ وہ ہر طرح بچے کی حفاظت کرتی ہے۔ دودھ پلانے سے اگر وہ سمجھتی ہے۔ کہ بچے کے آرام میں ابھی کسر ہے۔ تو وہ اسے تھپکنا شروع کر دیتی ہے۔ تھپکنے سے اگر وہ سمجھتی ہے کہ آرام نہیں آیا۔ تو وہ لوریاں دینا شروع کر دیتی ہے۔ اگر لوریاں دینے سے بھی اس کا دل تسلی نہیں پکڑتا۔ تو اسے گود میں اٹھائے پھرتی ہے۔ غرض وہ اپنی عقل۔ اپنی سمجھ۔ اپنی طاقت کے مطابق ہر طرح اس کی حفاظت کرتی ہے۔ اور اس سے تھکتی نہیں۔ اور نہ ہی اس سے تکلیف محسوس کرتی ہے۔ بھلا کسی ماں کو کہہ تو دیکھو۔ کہ تو کیوں سردیوں میں تکلیف برداشت کرتی ہے۔ کہ آپ گیلی جگہ سوتی ہے۔ اور بچہ کو سوکھی جگہ سلاتی ہے۔ آپ سردی برداشت کرتی ہے۔ اور اسے گرم رکھنے کے لئے بے چین رہتی ہے۔ تجھے کیا پڑی ہے۔ کہ یہ تکلیفیں اٹھاتی ہے۔ بچہ اگر پیشاب کرتا ہے۔ تو دھوتی ہے اور شکایت نہیں کرتی۔ اس کی خاطر اپنی نیند خراب کرتی ہے۔ ساری ساری رات اس کو آرام پہنچانے میں جاگتی ہے۔ کوئی اگر کسی ماں سے یہ کہے۔ کہ تو کیوں ایسا کرتی ہے۔ تو دیکھو پھر کس طرح وہ پیچھے پڑتی ہے۔ چونکہ وہ بچہ اسے محبوب ہوتا ہے۔ اس لئے وہ اس کے لئے سب کچھ کرتی ہے۔ پس جس چیز کی جتنی قیمت زیادہ ہو گی۔ اتنی ہی اسکی حفاظت و نگرانی کی جائے گی؎

متواتر حفاظت ہونی چاہیئے

ایمان جو ساری عزتوں سے بڑھ کر ہے۔ جو سارے مالوں سے بڑھ کر قیمتی ہے۔ جو ساری محبوب چیزوں سے زیادہ محبوب ہے۔ سب سے زیادہ حفاظت بھی چاہتا ہے۔ جس طرح ایک شخص دوسری محبوب اور قیمتی چیزوں کی حفاظت کرتا ہے۔ اور تھکتا نہیں۔ اس طرح ایمان کی بھی متواتر حفاظت ہونی چاہیئے۔ اور متواتر حفاظت کرتے ہوئے تھکنا نہیں چاہیئے

مختلف دور

مگر افسوس ہے۔ کہ لوگوں پر مختلف دورے آتے ہیں۔ ہم ایک وقت تو ایمان کی حفاظت کرتے ہیں۔ مگر دوسرے وقت میں نہیں کرتے۔ اگر ہمیں ایمان کی محبت ہے۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ جس طرح ہم روز روٹی کھاتے ہیں اور تھکتے نہیں۔ روز پانی پیتے ہیں۔ اور بیزار نہیں ہوتے۔ روز سوتے ہیں۔ مگر گرانی محسوس نہیں کرتے۔ اسی طرح ایمان کی حفاظت نہیں کرتے۔ ہم ایک وقت تو اس کی حفاظت کے کام کو اختیار کرتے ہیں۔ مگر دوسرے وقت میں اسے ترک کر دیتے ہیں۔ کیا وجہ ہے۔ کہ ماں ہر روز بچے کو دودھ پلاتی ہے۔ اور اس دودھ پلانے سے وہ تھکتی نہیں۔ مگر وہ ایک ایسی چیز کی حفاظت سے تھک جاتی ہے یا حفاظت کا نام ہی نہیں لیتی۔ جو اس کے بچے سے بھی زیادہ قیمتی اور زیادہ محبوب ہو اور اس کے بچہ سے زیادہ حفاظت کی محتاج ہے۔

ایمان کی غذا

ایمان بھی غذا سے پلتا ہے۔ کبھی علم سے اسے غذا دی جاتی ہے۔ اور کبھی عمل سے اسے پانی دیتے ہیں۔ بغیر اس کے ایمان کمزور ہو جاتا ہے۔ اور ایک نازک پودے کی طرح جو ذرا سی بے احتیاطی سے مرجھا جاتا ہے۔ ذرا سی بے احتیاطی سے ضائع ہو جاتا ہے۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ بعض افراد ایک وقت تو اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ مگر دوسرے وقت چھوڑ دیتے ہیں۔ بعض جماعتیں ہیں۔ جو ایک وقت تو کام پر بے حد زور دیتی ہیں۔ لیکن دوسرے وقت پھر غافل ہو جاتی ہیں۔ اور اس طریق سے ایمان کی وہ حفاظت نہیں ہو سکتی جو ہونی چاہیئے۔ جس طرح ہم جان کی حفاظت کے لئے باقاعدہ غذا کھاتے ہیں۔ اسی طرح ایمان کی حفاظت کے لئے ہمیں علم و عمل کی باقاعدگی کی ضرورت ہے۔ اگر یہ نہیں تو ہمارا ایمان بھی محفوظ نہیں۔ پس اس کی طرف توجہ کرنی چاہیئے؎

قبض اور بسط

بے شک خدا تعالےٰ نے آرام کے لئے بھی وقت رکھے ہیں۔ مثلاً نیند ہے۔ جس کی غرض یہ ہے۔ کہ جب انسان کام کرتے کرتے تھک جائے تو سو کر تازہ دم ہو جائے۔ لیکن نیند کے یہ معنے نہیں۔ کہ ایک شخص ہمیشہ سویا ہی رہے۔ نیند تو کام کرنے کے بعد آرام لینے کو کہتے ہیں۔ کیا تم سال بھر لگاتار سویا کرتے ہو۔ اگر نہیں تو اس کے کیا معنے۔ کہ ایک وقت تو کام کرو۔ اور پھر ایک لمبا عرصہ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھے رہو۔ اور اس حد تک غفلت اختیار کرو۔ کہ ایمان خطرہ میں پڑ جائے۔ بیشک قبض اور بسط کے ماتحت انسان پر دونوں کیفیتیں آتی ہیں۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ ہر وقت ہی انسان اپنے آپ کو قبض کی حالت میں رکھے اور یہ خیال ہی نہ کرے۔ کہ مجھ پر کبھی بسط کی حالت بھی آ سکتی ہے۔ دیکھو تم سوتے بھی ہو۔ اور جاگتے بھی ہو۔ یہ نہیں ہوتا۔ کہ تم ہمیشہ سوتے ہی رہو۔ اسی طرح قبض اور بسط کی حالت ہے۔ قبض آتی ہے۔ مگر وہ کسی بسط کے لئے آتی ہے۔ نہ یہ کہ ہمیشہ انسان پر مستولی رہنے کے لئے آتی ہے۔ اور یہ کبھی نہیں ہوتا۔ کہ ایک انسان کو جب نیند آ گئی۔ تو پھر بیداری آ ہی نہیں سکتی۔ اگر ایسا ہو۔ کہ بیداری نہ آئے۔ تو لوگ مر جائیں۔ اور زندہ نہ رہیں۔ ابھی نیند کی ایک بیماری نکلی ہے۔ جس میں انسان دو تین ماہ سوتا ہے۔ اور پھر مر جاتا ہے۔ لیکن بعض آدمی ایسے ہوتے ہیں۔ کہ اگر ان کے سونے کے اوقات کی نسبت جاگنے کے اوقات سے لگائی جائے۔ تو وہ سال میں چھ ماہ سوتے ہیں۔ لیکن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مرتے نہیں۔ کیونکہ وہ مسلسل نیند میں نہیں رہتے۔ اگر یہ بھی متواتر سوئیں۔ تو مر جائیں۔ یہی حالت ایمان کی ہے۔ اس پر بھی قبض اور بسط کی حالت آتی ہے۔ لیکن اگر قبض کی حالت مسلسل اور متواتر چلی جائے۔ تو پھر ایمان مر جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص ایسا کرے گا۔ اور ہمیشہ اپنے آپ کو قبض کی حالت میں رکھے گا۔ تو یقیناً اس کے ایمان پر موت آ جائے گی ؂

تنبیہ پس میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ ایمان کی حفاظت کریں۔ اور یہ نہ کریں۔ کہ ایک وقت تو ہوشیار ہوں۔ اور دوسرے وقت غافل اور کمزور کیونکہ جو لوگ ہر وقت ہوشیار اور چوکس نہ ہونگے۔ ان کے ایمان ضائع ہو جائینگے۔

بے قدری سے سلب نعمت ایمان ایک موہبت اور انعام ہے۔ اگر کوئی شخص اس کی بے قدری کرتا ہے۔ تو وہ اس سے چھن جاتا ہے۔ میں کسی اور موقعہ پر اس کو بیان کروں گا۔ کہ موہبت بھی بغیر کسی عمل کے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس وقت میں قادیان کی جماعت کو خصوصاً اور باہر کی جماعتوں کو عموماً یہ تاکید کرتا ہوں۔ کہ انہیں ہرگز سست نہ ہونا چاہیئے۔ ایک دن کی سستی بعض اوقات ایمان کے ضائع ہو جانے کا باعث ہو جاتی ہے اور ذرا سی بیقدری سلب نعمت کا باعث بنجاتی ہے۔

ایمان کا نازک پودہ ایمان کا پودہ سب سے نازک پودہ ہے۔ اگر اس کے متعلق سستی کی جائے۔ تو فوراً مرجھا جاتا ہے۔ اس کا بڑھانا مشکل ہوتا ہے۔ لیکن اُسے سکھانا آسان ہے۔ انسان ایک وقت میں ولی نہیں ہو جاتا بلکہ بڑی محنت اور بڑے بڑے مجاہدات کے بعد ولی ہوتا ہے اس میں کچھ شک نہیں۔ بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ ایک فوری تغیر انسان میں پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہ چور سے قطب بن جاتا ہے۔ لیکن مجھے اس جگہ اس کی بحث کی ضرورت نہیں کیونکہ اس میں بعض ایسی باریک باتیں ہیں۔ کہ انسانی عقل ان کو دیکھ کر دنگ رہ جاتی ہے۔ اور پھر یہ بات بھی یونہی نہیں ہو جاتی۔ بلکہ اپنے جذبہ عقیدت اور خیالات کے فوری تغیر سے محض بطریق موہبت ایک شخص ان سب مراحل کو برخلاف عام لوگوں کے جلدی طے کر لیتا ہے۔ جو اس مقام پر پہنچنے کے لئے ضروری ہوتے ہیں۔ مگر اس قسم کے واقعات تقدیر خاص کے ماتحت ہوتے ہیں۔ عام طور پر واقع نہیں ہوتے۔ عام طور پر تو یہی بات ہے۔ کہ بڑی بڑی محنتوں بڑی بڑی ریاضتوں اور بڑے بڑے مجاہدوں کے بعد ایک شخص مقام ولایت پاتا ہے۔ لیکن اس کے بالمقابل کفر کی یہ حالت ہے۔ کہ آنکھ جھپکتے ابھی دیر لگتی ہے۔ لیکن کفر کے گڑھے میں گرتے دیر نہیں لگتی۔ ایک لمحہ کے اندر اندر انسان کے قلب سے ایمان اس طرح نکل جاتا ہے۔ جس طرح تیر کمان سے ؂

بلعم باعور دیکھو جب حضرت موسےٰ (ع) کے مقابلے میں بلعم باعور کھڑا ہوا۔ تو وہ کس سرعت کے ساتھ گرا۔ برسا برس کی کوششوں اور محنتوں کے بعد اس کی دعائیں قبول ہونی شروع ہوئی تھیں۔ مگر حضرت موسٰی (ع) کے مقابلہ میں کھڑے ہونے سے یک لخت گر گیا۔ یہ عام بات ہے۔ چڑھائی مشکل ہوتی ہے۔ اور اترائی آسان ہوتی ہے۔ اوپر سے بوجھ پھینک دینا آسان ہے لیکن نیچے سے اٹھا کر اوپر چڑھانا مشکل ہے۔ یہی حال ایمان کا ہے۔ پس ایمان کی حفاظت کرو اور اس کی حفاظت یہی ہے۔ کہ اس کی طرف سے غفلت نہ کرو۔ تم دنیا میں معمولی سے معمولی چیزوں کی حفاظت میں لگے رہتے ہو۔ لیکن اگر ایمان جیسی قیمتی چیز کی حفاظت تم چھوڑ دو۔ تو اس سے بڑھ کر خطرناک بات اور کوئی نہیں ہوگی پس اس بات کا خیال رکھو۔ کہ متواتر اس کی حفاظت ہو۔ یہ نہیں کہ ایک وقت تو تم جوش سے کام کرو۔ اور دوسرے وقت بالکل خاموش ہو جاؤ ؂

مداومت و مزاولت فی العبادت آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک دفعہ ایک عورت کے ہاں تشریف لے گئے۔ اس نے چھت کے ساتھ ایک رسی باندھ رکھی تھی۔ آپؐ نے جب اسے دیکھا۔ تو پوچھا۔ یہ رسی کیسی ہے۔ اس نے عرض کی۔ کہ اپنے آپ کو عبادت کیلئے بیدار رکھنے کے لئے اس سے اپنے سر کی چوٹی باندھ لیتی ہوں۔ یہ سن کر آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ عبادت وہی اچھی ہے۔ جس میں دوام ہو۔ اور جسے آسانی کے ساتھ ایک شخص نبھا سکے۔ تو دوام نہایت ضروری چیز ہے۔ اور ہر ایک شخص کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ ایمان کی حفاظت کے لئے ہمیشگی اختیار کرے ؂

پہلی قربانیوں سے مقابلہ کرو اس موقعہ پر شاید کوئی کہے کہ چونکہ ہم پر بڑے بڑے بوجھ لادے گئے ہیں۔ اس لئے ہم اپنی کوششوں کو دائم برقرار نہیں رکھ سکتے۔ ایسے شخص کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنی مالی اور جسمانی قربانیوں کو پہلی قربانیوں کے سامنے رکھ کر دیکھے۔ جو پہلے لوگوں نے کیں۔ اسے معلوم ہو جائے گا۔ کہ ان کے مقابل پر ان کی کوئی حقیقت نہیں۔ جب یہ بات ہے۔ کہ پہلی قربانیوں کے بالمقابل ہماری قربانیاں کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتیں۔ تو کیونکر کہا جا سکتا ہے۔ کہ ہم پر بوجھ لادے گئے ہیں۔ اور ہم دائمی طور پر انہیں اٹھا نہیں سکتے ؂ ابھی تو تم نے فرض بھی پورے نہیں کئے۔ کجا سنن۔ وتر اور نفل یا نوافل کے متعلق تو یہ کہہ سکتے ہو۔ کہ یہ زیادہ ہیں یا کم۔ لیکن ابھی تو جو کچھ تم کر رہے ہو یا جو کچھ کرنے کے لئے کہا جاتا ہے۔ یہ سب فرائض میں ہی داخل ہے۔ ابھی تو تم نے وہ قربانیاں کرنی ہیں۔ جو بطریق سنن سمجھنی چاہئیں۔ پھر ایسی قربانیاں بھی کرنی ہیں۔ جن کا تمہیں حکم تو نہیں مگر تم نے اپنی خوشی سے کرنی ہیں۔ ان کو بطور نوافل کے سمجھنا چاہیئے۔ لیکن ابھی سے یہ کہنا جبکہ ابھی فرض بھی پوری طرح ادا نہیں ہوئے۔ کہ یہ بوجھ ہیں۔ اور ہم دائمی طور پر انہیں قائم نہیں رکھ سکتے خطرناک بات ہے۔ اور اگر یہی حال ہے۔ تو پھر ان قربانیوں کی کوئی امید نہ کرنی چاہیئے۔ کہ جو بطریق سنت تم نے کرنی ہیں۔ اور ان قربانیوں کی بھی کوئی امید نہ رکھنی چاہیئے۔ جو بطریق نفل تم نے کرنی ہیں۔ کیونکہ جب تم فرائض کے ادا کرنے سے ہچکچاتے ہو تو سنت۔ نفل۔ وتر وغیرہ کی کس طرح توقع ہو سکتی ہے۔

خطوات شیطان سے بچو پس تمہیں ہوشیار ہو جانا چاہیئے تا ایسا نہ ہو۔ کہ شیطان تمہیں ورغلائے کہ تمہاری قربانیاں بڑھ گئیں۔ میں سچ کہتا ہوں۔ کہ بڑھ نہیں گئیں۔ بلکہ وہ تو ابھی پوری بھی نہیں ہوئیں۔ اور بہت ہی کم ہیں۔ جب تم اس مقام پر پہنچو گے۔ کہ یہ پوری ہو جائیں۔ تو پھر ایسی قربانیاں شروع ہونگی۔ جو سنت کے طور پر ہونگی۔ پھر ان کے بعد وہ قربانیاں ہونگی۔ جو اپنی خوشی کے ساتھ کی جائینگی۔ اور وہ نفل کے طور پر ہونگی۔ پس فرائض کی ادائیگی پر نہ اتراؤ۔ کیونکہ ایسا شخص جو فرائض پر اتراتا ہے ہلاک ہو جاتا ہے ؂

نصیحت میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ ایمان میں سستی نہ کرو۔ وہ جماعتیں جو کل کام کرتی تھیں۔ اور آج نہیں کرتیں وہ شخص جو ایک وقت کام کرتا تھا۔ اور دوسرے وقت اس نے کام کرنا چھوڑ دیا۔ وہ پہاڑ پر سے نیچے گر رہا اور خدا سے دور جا رہا ہے۔ پس ان کو ڈرنا چاہیئے ؂

دعا میں دعا کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ ہم میں سے سب کو ایمان کی حفاظت کی توفیق دے۔ اور میں نصیحت بھی کرتا ہوں۔ کہ ہماری جماعت کے لوگ سستی بھی نہ کریں۔ میں پناہ مانگتا ہوں۔ اس سے کہ کسی کا ایمان ہم میں سے لے لیا جائے۔ لیکن ہمیں چاہیئے۔ کہ ہم ہر لحظہ اس کے فضل کی تلاش کرتے رہیں۔ اور اس کا رحم طلب کریں۔ کیونکہ اس کے فضل کے بغیر ہم میں سے کسی ایک کے لئے ایک گھڑی بھی گذارنی مشکل ہے۔ پس میں دعا کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ ہر وقت ہم پر اپنا فضل اور رحم فرماتا رہے۔ اور ہمیں ایمان کی حفاظت کی توفیق بخشے ہم میں سے کسی کا ایمان نہ چھینے۔ بلکہ اس کو محفوظ رکھے۔ اور محفوظ رکھنے کے طریق اختیار کرنے کی ہمت عطا فرمائے۔ آمین ؂

اشاعت اخبار

اخبار کی اشاعت بڑھانے کا فرض تا حال بہت کم احباب نے ادا کیا ہے۔ ایسی صورت میں ہفتہ میں ایک پرچہ ۱۲ صفحہ شائع کرنا بھی بہت مشکل ہے۔ احباب کو خاص کوشش کرنی چاہیئے +

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اشتہارات

نارتھ ویسٹرن ریلوے نوٹس

آنے والی کرسمس اور نئے سال کی تعطیلات کے لئے نارتھ ویسٹرن ریلوے معہ کالکا شملہ سیکشن پر واپسی کے ٹکٹ جو ۴ار جنوری ۱۹۲۶ء تک ہونگے ۔ ۱۸ر دسمبر سے لے کر ۳۱ر دسمبر ۱۹۲۵ء تک حسب ذیل شرح پر بیچے جائیں گے ؛

درجہ اوّل و دوم — ۱½ کرایہ پر

درجہ درمیانہ — ۸ پائی فی میل ۔ ماسوا کالکا شملہ سیکشن جہاں ۱½ چارج کیا جائے گا ؛

دفتر ایجنٹ — جے ۔ ایچ ۔ چیز

لاہور ۔ تاریخ ۱۹ر اکتوبر ۱۹۲۵ء — قائم مقام ایجنٹ

زرعی زمین چھ کنال ۷ مرلہ

ایک قطعہ اراضی جو اس وقت زرعی ہے ۔ تعدادی ۷ ک ۱۳ مرلہ جو واقعہ بھینی بانگر ملحق قصبہ قادیان بحساب تین روپے فی مرلہ چارسو گیارہ روپے پر قابل فروخت ہے ۔ جن اصحاب کو خرید منظور ہو ذیل کے پتہ پر خرید فرمادیں ؛

مولوی سکندر علی احمدی ۔ مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان ضلع گورداسپور

حافظ سخاوت علی احمدی پروپرائٹر

احمدیہ واچ ایجنسی

شاہجہان پور یوپی

جلسہ سالانہ قریب ہے ۔ جو گھڑیاں گذشتہ جلسہ پر احباب نے ہم سے خریدی تھیں اگر ان سے کسی گھڑی میں خود بخود کوئی روک پیدا ہوگئی ہو تو ہمارے پاس بھیجدیں ۔ تاکہ درست ہو کر جلسہ پر مل جائیں ۔ اور کچھ صرف بھی نہ ہو ۔ بشرطیکہ گھڑی زیادہ خراب نہ ہو ۔ دیگر احباب بھی اس موقعہ سے فائدہ اٹھاسکتے ہیں ؛

نئی گھڑیوں کے خواہشمند اگر پیشتر سے ہمیں اطلاع دیدیں ۔ تو اچھا ہو ۔ بہرحال تمام گھڑیاں ایام جلسہ میں ۹ بجے سے پہلے پہلے احباب ضرور لے لیں ؛

رشتہ کی ضرورت

ایک مخلص نوجوان عمر قریباً ۲۱ یا ۲۲ سال زمیندار راجپوت کیلئے کسی زمیندار خاندان سے رشتہ کی ضرورت ہے ۔ لڑکی خواندہ ہو یا ناخواندہ کی قید نہیں ہے ۔ اس دوست کی ماہوار تنخواہ مبلغ ۲۷ روپے ہے ۔ اراضی زرعی گذارے کیلئے قبضہ میں ہے ۔ خاکسار کی معرفت خط و کتابت ہونی چاہیئے ۔ اللہ دتا فنشی محکمہ نہر سیکرٹری انجمن احمدیہ حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ ؛

ہندوستان کی خبریں

لنڈن ۔ ۲۹ر اکتوبر ۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے ۔ کہ لارڈ ریڈنگ کا عہد حکومت ختم ہونے پر ہندوستان کی وائسرائلٹی کے لئے ملک معظم نے رائٹ آنریبل ووڈ کو نامزد کیا ہے ؛

رائٹ آنریبل ایڈورڈ فریڈرک لینڈلی ووڈ کی عمر پنتالیس سال ہے ۔ آپ ۱۹۱۰ء میں ممبر پارلیمنٹ منتخب ہوئے تھے ۔ ۱۹۲۲ء میں پریوی کونسلر اور تعلیمی بورڈ کے پریسیڈنٹ مقرر ہوئے ۔ آپ وائکاونٹ ہیلی فکس کے فرزند اور اکیلے وارث ہیں ۔ ۱۹۰۹ء میں ارل آف اونسلو کی چھوٹی صاحبزادی لیڈی دوروتھی ایولن آگشا اونسلو سے آپ کی شادی ہوئی ۔ آپ نے اکسفورڈ یونیورسٹی کا ایم ۔ اے پاس کیا ۔ اور اس کے فیلو بھی ہیں ۔ ۱۹۲۱-۲۲ء میں آپ پارلیمنٹ کی طرف سے نوآبادیات کے انڈر سیکرٹری تھے ۔ آپ کئی کتابوں کے مصنف بھی ہیں ۔ جن میں کیبل اور گریٹ ایور چونٹی زیادہ مشہور ہیں ۔ آپ فوجی میجر بھی ہیں ؛

ترکی سفیر فخرالدین پاشا جو کابل میں تعینات ہیں آج کل بغرض سیر و سیاحت معہ اپنی اہلیہ صاحبہ کے لاہور آئے ہوئے ہیں ۔ اور نیڈو ہوٹل میں مقیم ہیں ۔ ایک یورپین نے ان کی ڈیڑھ لاکھ کی مالیت کی چوری کی ۔ جس کے پاس سے مال برآمد ہو گیا ۔ مجسٹریٹ کے سامنے اس نے جرم کا اقرار کیا ۔ اور کہا میرے پاس کچھ نہیں تھا ۔ اس لئے میں نے ایسا کیا ہے ۔

بنارس ۔ ۲۹ر اکتوبر ۔ اطلاع ملی ہے ۔ کہ بنارس سے ۷ میل کے فاصلہ پر بکسر میں انفلوئنزا بہت پھیلا ہوا ہے ؛

ممالک غیر کی خبریں

پیرس ۔ ۲۹ر اکتوبر ۔ شام کے متعلق اخباروں کو بہت تشویش ہو رہی ہے ۔ "ایکو دی پیرس" لکھتا ہے ۔ "پرٹینڈر" نے کہا ہے ۔ کہ خواہ کچھ ہو ۔ ملک شام میں امن قائم کیا جائے ۔ اسی اخبار کا ایک نامہ نگار جنرل سرائیل پر عربوں کی مخالفت اور ترکوں کی دوستی کا الزام لگاتا ہے ۔ "ماتین" لکھتا ہے ۔ کہ جنرل سرائیل کی ذہنیت کے عدم توازن نے فرانس کو دنیا بھر میں ذلیل کر دیا ؛

لنڈن ۔ ۳۰ر اکتوبر ۔ (ٹائمز کا خاص تار) دمشق میں جو کچھ اتلاف جان ہوا ہے ۔ اس کے متعلق متضاد خبریں آرہی ہیں ۔ چنانچہ ٹائمز کا نامہ نگار دمشق سے لکھتا ہے ۔ دمشق والوں کی لاشوں کا صحیح شمار نہیں ہو سکتا ۔ بلکہ ناممکن ہے ۔ مستند طور پر لوگ ۱۲۰۰ نفوس کا اندازہ لگاتے ہیں ۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی بیان کیا جاتا ہے ۔ کہ ممکن ہے ۔ اس سے بھی زیادہ ہوں ۔ اور واقعی جس قدر رقبہ پر گولہ باری کی گئی ہے ۔ اس کو دیکھتے ہوئے خیال گذرتا ہے ۔ کہ آبادی کا نقصان جان اس سے بھی کہیں زیادہ ہوا ہوگا ۔ لیکن افسوس ہے ۔ کہ صحیح تعداد کبھی معلوم نہ ہو سکے گی ؛

بمبئی ۔ ۳۰ر اکتوبر ۔ ذیل کا تار اعلیٰ مجلس مسلمانان فلسطین کے صدر کی طرف سے مرکزی خلافت کمیٹی کو یروشلم سے موصول ہوا فرانسیسی افواج نے ستاون گھنٹے تک دمشق پر گولہ باری کی ہے ۔ شہر کا بہت بڑا حصہ تباہ ہو گیا ۔ جو لوگ جان لے کر بھاگ گئے ہیں ۔ بیان کرتے ہیں ۔ کہ ۲۵ ہزار اشخاص مکانوں کے نیچے دب گئے ہیں ۔ فرانسیسی خبروں کو دبانے کی کوشش کرتے ہیں ۔ کئی ہزار لوگ ۔ بے گھر اور بے خانماں ہو گئے ہیں ۔ نقصانات کا صحیح اندازہ نہیں لگایا جا سکتا ۔ فوری مالی امداد کی سخت ضرورت ہے ۔ اپنے متبرک شہر کی استدعائے امداد کو پورا کرو ؛

بلگریڈ میں اس تاریخی انسان کا بت نصب کیا جائیگا ۔ جس نے ۱۹۱۴ء میں اپنی گولی چلا کر دنیا کے میگزین میں آگ لگادی تھی ۔ اس گولی کا پہلا شکار سرا جیوو میں آسٹریا کا شہزادہ فرانس فرڈی ننڈ اور اس کی بیگم ہوئے تھے ۔ ۲۶ر جولائی کو اس خون کے انتقام کے لئے آسٹریا نے الٹی میٹم دیا ۔ اور تیسرے ہی روز یعنی ۲۸ر جولائی کو ہولناک جنگ یورپ کا دروازہ کھل گیا ۔

ایتھنز ۔ ۲۸ر اکتوبر ۔ یونان نے انجمن اقوام کی کونسل کی تحریر کے جواب میں لکھا ہے ۔ کہ کل سے یونانی فوجیں بلغاروی علاقہ کو خالی کرنا شروع کر دینگی ۔ اور اب اس قضیہ کو ختم شدہ تصور کرنا چاہیئے ۔ اب صرف یہ باقی رہ گیا ہے ۔ کہ انجمن طرفین کی ذمہ داری اور فریقین کے مطالبات کی تحقیقات کرے ۔

پیرس ۔ میونسپل کونسل کے ایک ممبر نے فرانس کی زوال پذیر آبادی کو بڑھانے کے لئے یہ تجویز نکالی ہے ۔ کہ پیرس کے تیراکی کے گھاٹوں پر مرد و عورت اکٹھے نہایا کریں ۔ تاکہ ان میں شادی کرلے کا خیال پیدا ہو ۔ اور اس طرح فرانس کی آبادی بڑھے ؛

لیفلیڈ ۔ ۲۸ر اکتوبر ۔ آج سکاربرو میں ایک نئے بحری ہوائی جہاز کی نمائش ہوئی ۔ جو تارپیڈو چلا سکتا ہے ۔ اپنی قسم کا سب سے پہلا جہاز ہے ۔ اس جدید آلہ پرواز کے ساتھ جس کا آج ہی امتحان ہوا ۔ ۵۰ گھوڑے کی طاقت کے انجن لگائے گئے ہیں ۔ اس کا ایک وصف یہ ہے ۔ کہ بڑی سرعت کے ساتھ پرواز کی سمت تبدیل کر سکتا ہے ۔ اس کا مطلب یہ ہے ۔ کہ جھپٹا مار کر کسی بحری جہاز پر تارپیڈو چھوڑنے کے بعد یہ بہت جلد ہوائی جہاز گرانے والی بندوقوں کی حد سے باہر جا سکتا ہے ۔ یہ تارپیڈو ہوائی جہاز ایک سیپی میں